مجلس تحفظ ختم نبوتؐ پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

"میں ذمہ دار ہوں"

"جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں تہاں شہید ہوئے ان کے خون کا جوابدہ میں ہوں۔ وہ عشق رسالتؐ میں مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا۔ جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں اور ہمارے ساتھ رہ کر اب کنی کترا رہے ہیں، ان سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی ان کے خون کا ذمہ دار رہوں گا۔ وہ عشق نبوت میں اسلامی سلطنت کے ہلاکو خان کی بھینٹ ہو گئے۔ لیکن ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی سات ہزار حافظِ قرآن اس مسئلہ کی خاطر شہید کروا دیئے تھے۔"

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

جلد ۱ | ۶ تا ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ ۲۲ اکتوبر تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۲ء | شمارہ ۲۰

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا ذکر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

۶ حدثنا سفیٰن بن وکیع حدثنا محمد بن بشر عن علی بن صالح عن ابی اسحاق عن ابی حجیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ نراک قد شبت قال شیبتنی ھودٌ واخواتھا

۷ حدثنا علی بن حجر قال انبانا شعیب بن صفوان عن عبد الملک بن عمیر عن ایاد بن لقیط العجلی عن ابی رمثۃ التیمی تیم الرباب قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعی ابن لی قال فاریتہ فقلت لما رأیتہ ھذا نبی اللہ وعلیہ ثوبان اخضران ولہ شعر قد علاہ الشیب وشیبہ احمر

ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر کچھ ضعف وغیرہ اثر بڑھاپے کا محسوس ہونے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود جیسی سورتوں نے ضعیف کر دیا۔

فائدہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولتکدہ سے تشریف لا رہے تھے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ منظر دیکھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کس قدر جلدی آپ پر بڑھاپا آ گیا اور یہ کہہ کر رونے لگے اور آنسو جاری ہو رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ ہود جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔ زمخشری کہتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص شام کے وقت بالکل سیاہ بال جوان تھا۔ ایک ہی رات میں بالکل سفید ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا میں نے رات کے وقت قیامت کا منظر دیکھا ہے کہ لوگ زنجیروں سے کھینچ کر جہنم میں ڈالے جا رہے ہیں اس کی دہشت مجھ پر کچھ ایسی غالب ہوئی کہ اس نے ایک ہی رات میں مجھے اس حالت پر پہنچا دیا۔ اھ

ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لئے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ لوگوں نے مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا۔ کہ یہ تشریف فرما ہیں۔ غالباً یہ پہلے سے پہچانتے نہ ہوں گے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو مجھے معاً یہ کہنا پڑا۔ کہ واقعی آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی بھی سبز تھی اور چادر بھی سبز) اور آپ کے چند بالوں پر بڑھاپے کے آثار غالب ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بال سرخ تھے۔

فائدہ چہرۂ انور پر جو آثار ہیبت و وقار اور انوار نبوت تھے ان کو دیکھ کر بے اختیار آدمی کی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکل جاتے تھے۔ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں بلا شبہ آپ جھوٹے نہیں ہو سکتے وغیرہ وغیرہ۔ متعدد حضرات صحابہ کرامؓ سے اس قسم کے الفاظ ابتدائی نظر میں حدیث کی کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں۔ حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ بالوں کا بھی ذکر ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب فرمایا نہیں۔ بعض خضاب کے قائل ہیں وہ اس سرخی کو خضاب پر محمول کرتے ہیں اور بعض لوگ قائل نہیں وہ فرماتے ہیں کہ بال جب سفید ہوتا ہے تو اکثر مرتبہ اول سرخ ہوتا ہے یہ سرخی اصلی تھی۔ خضاب کی نہیں تھی۔ خضاب کا بیان مستقل دوسرے باب میں آنے والا ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم - اے - ایل - ایل - بی

فی پرچہ ۱- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک
سالانہ ———— ۶۰ روپیہ
ششماہی ———— ۳۵ روپیہ
سہ ماہی ———— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ———— ۲۱۰ روپیہ
کویت، دوبان، شارجہ دوبئی، اردن اور
شام ———— ۲۴۵ روپیہ
یورپ ———— ۲۹۵ روپیہ
اسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا ———— ۳۶۰ روپیہ
افریقہ ———— ۳۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان ———— ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:- عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی
مقام اشاعت:- ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم		۲
ابتدائیہ	عبدالرحمٰن یعقوب باوا	۴
انٹرویو	مولانا منظور احمد الحسینی	۶
چند شبہات کا جواب	مولانا یوسف لدھیانوی	۱۰
کفریات مرزا	حافظ نور محمد صاحب	۲۱
حیات عیسیٰ	مولانا یوسف لدھیانوی	۲۲
یادگار تحریر	مولانا محمد یوسف بنوری رح	۲۳
لمحہ فکریہ	عبدالرحیم منہاج	۲۴

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد
غلام یٰسین تبسم

تاریخی حقائق

ہمارے ملک کے ایک "ممتاز عالم دین کہلانے والے"، جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جو ماہنامہ "میثاق" لاہور کے مدیر مسئول بھی ہیں۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں "مولانا مودودی اور میں" کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا ہے اس مضمون میں ایک جگہ پر انھوں نے "۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت" کے سلسلے میں چند نکات لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں:

"۵۳ء کی اینٹی قادیانی تحریک کا آغاز مجلس احرار کے ان زعماء نے کیا تھا۔ جو ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کی صورت میں جو شکست فاش انہیں ہوئی تھی۔ اس کے زیر اثر پورے چھ سال منقار زیر پر رہے تھے۔ اور اب اچانک اینٹی قادیانی تحریک کا علم اٹھائے منظر عام پر ظاہر ہوئے تھے۔ ــــــ لیکن بعد میں اس میں دوسرے مذہبی عناصر بھی کچھ دل آمادگی کے ساتھ اور کچھ مجبوراً شامل ہوتے چلے گئے دل آمادگی کے ساتھ شامل ہونے والوں میں سرفہرست حلقہ دیوبند کے وہ علماء کرام تھے جو مولانا حسین احمد مدنیؒ کی زیر قیادت کانگرس کے ہمنوا رہے تھے۔ اور حالات کے دباؤ کے تحت شامل ہونے والوں میں نمایاں اولاً حلقہ دیوبند کے مسلم لیگی علماء، ثانیاً بریلوی مکتب فکر کے علماء و زعماء تھے۔"

ڈاکٹر صاحب کی یہ باتیں ہمارے لئے نئی نہیں ہیں ــــــ اس سے قبل بھی تحریک کو بدنام کرنے کی بارہا کوشش کی گئی۔ اور مختلف حلقوں سے یہ آواز اٹھتی رہی۔ کہ دراصل یہ تحریک کانگریسی علماء نے اپنی ساکھ کو بحال کرنے کے لئے چلائی تھی۔ ــــــ اس کے علاوہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان نزاع کو "احراری قادیانی نزاع" بنا کر پیش کیا گیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت ۷۴ء کو ناکام کرنے کے لئے ایک خاص منصوبے کے تحت، تحریک کے قائد شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے انہیں کانگریسی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور یہاں تک ان پر الزام لگایا گیا۔ کہ ہندوستان کی شہ پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ لیکن شہداء ختم نبوت کا لہو رنگ لایا۔ دشمن کے عزائم خاک میں ملے اور تحریک ۷۴ء کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

تحریک ۵۳ء کی ہو یا ۷۴ء کی دونوں خالص مذہبی تھیں۔ ان میں سیاسی عنصر موجود ہی نہیں تھا۔ اس لئے یہ تحریکیں مقدس کہلاتی تھیں۔ ان تحریکوں کا تعلق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے تھا۔ اس لئے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام دل آمادگی کے ساتھ شامل ہوئے تھے اور انہوں

ابتدائیہ،

نے اتحاد بین المسلمین کا ایک عظیم الشان پلیٹ فارم تشکیل دیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت ۵۳ء کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ مسلمانان پاکستان نے عشق رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور مظاہرہ کیا تھا۔ اور ناموس رسالت کے لئے خون دینے سے گریز نہیں کیا اہل لاہور نے جو قربانیاں دیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ تاریخ انہیں کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اگرچہ تحریک ۵۳ء کو سختی سے کچلا گیا اور وہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔ لیکن اس سے پاکستان کو لاحق خطرہ ٹل گیا ــــــ قادیانیت کا سیلاب آنے والا تھا۔ جو بحمد اللہ اس تحریک نے روک دیا۔

ہم ڈاکٹر موصوف سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ۱۹۵۳ء میں ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے تھے۔ کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کرنے کے اقدامات کئے جائیں! کیا ڈاکٹر صاحب بتا سکتے ہیں کہ مجلس احرار یا ان کے علماء کرام نے اس تحریک کے ذریعہ کتنا سیاسی یا ذاتی فائدہ اٹھایا؟ کیا ہمیں یہ بھی بتا سکتے ہیں؟ کہ وہ کون سے حالات ایسے پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے مجبوراً دیوبند کے مسلم لیگی علماء اور بریلوی علماء کرام کو تحریک میں حصہ لینے کی ضرورت پیش آئی ہے؟

کیا ڈاکٹر صاحب کے پاس کوئی ایسا آلہ موجود ہے جس کے ذریعہ وہ جانچ کر سکتے ہیں کہ کون سے علماء ایسے تھے۔ جنہوں نے حالات کے دباؤ کے تحت تحریک میں شمولیت اختیار کی تھی؟! ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ وہ تاریخ کو مسخ کرنے کے بجائے حقائق کا اعتراف کریں۔ کیا ڈاکٹر صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ چودھری ظفر اللہ قادیانی نے کراچی کے جلسہ عام میں کہا تھا کہ:۔

"احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ نے خود لگایا ہے اب وہ جڑ پکڑ گیا ہے اگر یہ پودا اکھاڑ دیا گیا تو اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی نہ رہے گا۔ بلکہ ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہو جائے گا۔" (تحقیقاتی رپورٹ اردو متن سے)

اس کے علاوہ مرزا بشیر الدین نے جارحانہ لب ولہجہ میں یہ کہا تھا کہ:۔

"وقت آنے والا ہے کہ جب یہ لوگ (مخالفین ومنکرین) مجرموں کی حیثیت سے مرے سامنے پیش ہوں گے۔"

کیا مرزائیوں کے ان عزائم کے باوجود علماء کرام جن میں بقول ڈاکٹر صاحب کے "حالات کے دباؤ کے تحت شامل ہونے والے علماء" کے لئے یہ ممکن تھا۔ کہ وہ خاموش تماشائی بن کر رہیں اور قادیانی اپنی من مانی کارروائی کرتے رہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب کی معلومات کے لئے عرض کرنا ہے کہ تحریک آغاز کرنے والے وہ علماء کرام تھے۔ جنہوں نے ہمیشہ دین کے لئے اپنی ذات کو قربان کیا اور زندگی بھر دین کی خدمتوں میں مصروف رہے اور ان حضرات کی آدھی زندگی جیل کی تاریک ترین کوٹھڑیوں میں گذری ہے ان کی نیتوں پر شک کرنا اور ان پر بہتان باندھنا بہت بڑا ظلم ہوگا۔

(عبدالرحمٰن یعقوب باوا)

انٹرویو

جنوبی افریقہ میں قادیانی مقدمہ کے بارے میں

ضبط و ترتیب۔ منظور احمد الحسینی

مولانا عبدالرحیم اشعر سے ایک گفتگو

پچھلے دنوں جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اس دعویٰ کو خارج کر دیا کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ اس مقدمہ میں پاکستانی علماء، دانشوروں اور ماہرین کا ایک نو رکنی وفد کیپ ٹاؤن گیا تھا تاکہ عدالت میں مسلمانوں کی معاونت کرے اس وفد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم اشعر مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کر رہے تھے۔ جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کی عظیم الشان کامیابی کے بعد مولانا موصوف نے حرمین شریفین میں حاضری دی اور حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر ۲۵ اکتوبر کو کراچی پہنچے۔ تقریباً دس دن مولانا کا قیام دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں رہا۔ اسی دوران مولانا نے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ دوستوں سے ملاقاتیں بھی کیں۔ ۲۰ ستمبر کی صبح کو مولانا ملتان روانہ ہو گئے۔ اسی قیام کے دوران مولانا سے مقدمہ کی کارروائی کے متعلق گفتگو ہوئی جو کہ ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔

س: آپ کا قافلہ کتنے افراد پر مشتمل تھا؟

ج: نو (۹) افراد پر مشتمل تھا۔ مولانا محمد تقی عثمانی کراچی، مولانا عبدالرحیم اشعر ملتان، مولانا مفتی زین العابدین فیصل آباد، مولانا ظفر احمد انصاری کراچی، جناب جسٹس محمد افضل چیمہ اسلام آباد، سابق اٹارنی جنرل الحاج غیاث محمد لاہور، جناب ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ لاہور، انوار الحسن قادری کراچی،

س: یہ وفد نیروبی کب روانہ ہوا؟

جواب: ۵ ستمبر کو میرے سوا وفد کے تمام اراکین کراچی پہنچ چکے تھے۔ مجھے کیپ ٹاؤن روانگی کے بارے میں حتمی فیصلہ سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ وفد کے وہ ارکان جنہوں نے اسلام آباد، لاہور اور فیصل آباد سے پہنچنا تھا وہ کراچی پہنچ چکے ہیں اور صرف میرے منتظر ہیں۔ ردِ مرزائیت پر تمام کتب صرف میرے پاس تھیں کراچی سے مولانا محمد تقی عثمانی نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے اطمینان حاصل کیا۔ میں ۵ بجے کی پرواز سے لاہور سے کراچی کے لئے روانہ ہوا۔ ادھر کراچی میں نیروبی جانے کے لئے ہوائی جہاز کی پرواز کا وقت ہو گیا تھا۔ لیکن میرے بروقت نہ پہنچنے کی وجہ سے طیارہ کی پرواز میں تاخیر ہو گئی۔ جوں ہی ہمارا طیارہ لاہور سے کراچی ہوائی اڈے پر پہنچا۔ فوراً اعلان ہوا کہ مولانا عبدالرحیم اشعر جلد طیارے کی اگلی طرف سے تشریف لائیں ان کا شدت سے انتظار ہو رہا ہے۔ بحمد تعالیٰ نیروبی جانے والے طیارے پر سوار ہوا اور طیارہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف (پھر فنی خرابی سے تاخیر کے بعد) روانہ ہو گیا۔ چھ گھنٹے کی پرواز کے بعد (پاکستانی وقت کے مطابق رات ۳ بجے اور کینیا کے وقت کے مطابق رات ڈیڑھ بجے) کینیا کے دارالخلافہ ہم نیروبی پہنچ گئے۔ راستے میں ہوائی جہاز نے دوبئی میں تقریباً ایک گھنٹہ تک اسٹاپ کیا۔ ۶ ستمبر صبح تا دوپہر کو اراکین نے آرام کیا۔ نیروبی میں سفیر صاحب نے ایک دوست کے گھر کھانے کا اہتمام کیا۔ دوران طعام ایک ڈاکٹر صاحب جو مقامی باشندے تھے انہوں نے قادیانیت کے مسئلے پر تفصیل سے گفتگو کی۔ کچھ سوالات کئے اراکین وفد میں جواب کے لئے مجھے چنا گیا۔ آخر میں ڈاکٹر موصوف کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی چند سوالات کئے۔ منجملہ سوالات میں ایک سوال یہ بھی کیا کہ کیا قرآن مجید میں جہاں حضرت عیسیٰ کے حیات و رفع کا ذکر ہے کیا اسی طرح نزول کا بھی ذکر ہے میں نے جواباً تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتلایا کہ آیت کریمہ کے

بارے میں کئی آیات موجود ہیں نیز بتایا کہ قرآن مجید کے علاوہ صحابہ کرامؓ مفسرین مجددین، محدثین تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ دلچسپ گفتگو کھانے کے بعد تک جاری رہی۔ تمام اراکین وفد نے اس باحوالہ گفتگو کو خوب سراہا۔ اسی تام کو نیروبی سے جوہانسبرگ روانہ ہوئے دو گھنٹہ کی پرواز کے بعد وہاں پہنچے جوہانسبرگ ہوائی اڈے پر مولانا الحاج محمد ابراہیم، مولانا میاں احمد، مولانا بشیر احمد و دیگر احباب نے اراکین وفد کا زبردست استقبال کیا۔ تمام اراکین وفد کو کاروں کے جلوس میں دارالعلوم واٹرفال (میاں فارم) لے جایا گیا۔ یہ دارالعلوم اس علاقے میں دینی تعلیم کا بہت بڑا مرکز ہے۔ جو مولانا الحاج محمد ابراہیم، مولانا مفتی میاں احمد و دیگر احباب کے زیر انتظام چل رہا ہے یہ دونوں بزرگ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں۔ اس دینی مرکز کے منتظمین کا تعلق حضرت رئیس المحدثین مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری سے بہت گہرا رہا ہے ان کے بزرگوار مولانا محمد موسیٰ وہی عظیم شخصیت ہیں جو ڈابھیل میں رئیس المحدثین مولانا محمد انور شاہ کشمیری رح کو لائے تھے۔ اس دارالعلوم کو دیکھ کر ہمیں اپنے اکابر کی محنتیں اور دینی کاوشوں کے نتائج وثمرات سامنے نظر آئے یہ انہی حضرات کی محنت کا پھل ہے کہ جنوبی افریقہ ہی نہیں بلکہ عرب وعجم پوری دنیائے اسلام میں ان کے تعلیمی وتبلیغی کام کو بڑی ہی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اس دارالعلوم میں درس نظامی کے مکمل درجات کے علاوہ حفظ وناظرہ کی پڑھائی کا بھی مکمل انتظام ہے۔ طلبہ کے لئے رہائش، کتب کی فراہمی اور خورد ونوش کا انتہائی اعلیٰ انتظام ہے۔ دارالطلبہ، دارالافتاء کے علاوہ دارالعلوم کا اپنا بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ یہاں سب سے اہم دارالترجمہ کا قیام ہے۔ جس میں حضرت شیخ الحدیث رح کی تقریباً آٹھ دس کتب کا ترجمہ اردو سے انگلش میں کیا جا چکا ہے۔ اس دارالعلوم کے منتظمین حضرات شب وروز اس مدرسہ کی آبیاری میں مصروف ہیں۔ انہوں نے اس مدرسہ کی آمدنی کے لئے تقریباً چھ ہزار ایکڑ زمین وقف کر رکھی ہے۔ تمام درجہ کے طلباء کی تعداد دو سو سے کہیں بڑھ کر ہے۔

س: آپ دارالعلوم واٹرفال سے کیپ ٹاؤن کب پہنچے؟

ج: ہمارا وفد ۸ ستمبر کی صبح ساڑھے دس بجے واٹرفال سے کیپ ٹاؤن کے لئے روانہ ہوا دو گھنٹہ کی پرواز کے بعد ہم کیپ ٹاؤن ایئرپورٹ پر تھے جب ہمارا قافلہ ہوائی جہاز سے اترا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کیپ ٹاؤن کے تمام مسلمان ہمارے استقبال کے لئے امڈ آئے ہیں۔ شیخ نجار ممبر رابطہ عالم اسلامی شیخ نظیم، شیخ عبدالحمید اور جناب سلیمان پیٹرسن یہ حضرات سب سے آگے تھے۔ انہوں نے اراکین وفد کو بڑھ کر خوش آمدید کہا۔ ان حضرات اور مسلمانان کیپ ٹاؤن کے علاوہ حضرت مولانا پروفیسر علامہ خالد محمود بھی ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ جو مانچسٹر سے یہاں اسی سلسلے میں آئے ہوئے تھے۔ کاروں کے جلوس میں اراکین وفد کو میاں محمد موسیٰ کے بنگلے پر لے جایا گیا۔ آخر تک سب اراکین وفد کا قیام انہی کے ہاں رہا۔

س: آپ حضرات کی پیشی کب تھی۔؟

ج: پیشی کا دن ۹ ستمبر تھا۔ اس لئے ۸ ستمبر شام کو وکلا سے رابطہ قائم کیا گیا۔ مسلمانوں کی طرف سے سینئر وکیل جناب اسماعیل محمد تھے۔ جبکہ ان کے معاون وہاں کے پروٹوکول کے مطابق دو حضرات اور تھے۔ ہمارے وفد کے اراکین جناب جسٹس محمد افضل چیمہ، سابق اٹارنی جنرل غیاث محمد، مولانا محمد تقی عثمانی، سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ نے جناب اسماعیل محمد سے ملاقات کی اور صبح کی پیشی کے بارے میں باہمی قانونی مشورے کئے

س: آپ نے اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کیا ہے؟

ج: کیونکہ قادیانی حضرات کی تمام کتب اور فائلیں جو دو بڑے بکسوں میں تھیں وہ صرف میرے پاس تھیں۔ جس طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قومی اسمبلی میں یہ کتابیں کام آئیں۔ اور تمام حوالہ جات ہماری کتب سے پیش کئے گئے تھے۔ اسی طرح یہاں بھی ہمارا مرکزی کردار رہا۔ ہم نے وجوہات کفر مرزا، وجوہ تکفیر لاہوری گروپ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے دعاوی توہین انبیاء (العیاذ باللہ) خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین اور آپ کی فہم وفراست پر مرزا کے ناپاک حملوں کے تمام حوالہ جات اور اسی طرح سے محمد علی لاہوری کی تمام وہ تحریرات جو ریویو آف ریلیجنز میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بارے میں وہ لکھتا رہا، پیش کی گئیں۔ سابق اٹارنی جنرل غیاث محمد مسلمانوں کے وکیل اسماعیل محمد و دیگر اراکین وفد نے ان تمام حوالہ جات کی مدد سے انگریزی زبان میں نوٹس تیار کئے۔ اور ان کی نقلیں عدالت کو مہیا کیں۔

س: یہ تیاری رات کتنے بجے تک جاری رہی۔؟

ج: رات گیارہ بجے تک۔

س ۔ ۹ ستمبر کو عدالت کی کارروائی کتنے بجے شروع ہوئی ۔؟

ج ۹ ستمبر ٹھیک دس بجے عدالت کی کارروائی شروع ہوئی وفد کے اراکین کو عدالت میں نمایاں جگہ دی گئی۔ قادیانیوں کی طرف سے انگریز وکیل مسٹر ٹنگ اور اس کے معاون پیش ہوئے ۔ یہ انگریز وکیل ایک مدت تک رہوڈیشیا میں جج کے فرائض انجام دے چکا تھا۔

س ۔ کیا لاہوری گروپ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کو دیگر قادیانی گروپ یا یہودیوں کی حمایت حاصل تھی ۔؟

ج ۔ دنیا بھر کی قادیانی تنظیمیں جنوبی افریقہ کی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کی حمایت کر رہی تھیں ۔ بلکہ ان کو یہودی لابی کی بھی مکمل حمایت تھی۔

س ۔ اس مقدمے کی بنیاد کیا تھی ؟

ج ۔ انجمن احمدیہ نے حکومت کو ایک نئی مسجد کی تعمیر کی درخواست دی ۔ وہ اس طرح سے اس میں ایک مرکز قائم کرنا چاہتے تھے ۔ مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو غصے کی لہر دوڑ گئی ۔ قادیانیوں نے اس درخواست کے ساتھ کیپ ٹاؤن کی سپریم کورٹ میں مسلمانوں کے خلاف مقدمہ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ۔ اس مقدمے میں انہوں نے درخواست کی تھی ۔ کہ انہیں غیر مسلم کہنے سے روکا جائے ۔ عام مسلمانوں کے قبرستان میں ان کے مردے دفنانے کی اجازت دی جائے ۔ مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونے کی اجازت اور نماز پڑھنے کا حق دیا جائے اور اشاعت اسلام کے نام پر چندہ کرنے دیا جائے ۔ ہمارے خلاف آئے دن جو غیر مسلم ہونے کا پروپیگنڈہ ہوتا رہتا ہے ۔ وہ بند کرایا جائے ۔ اور مسلمان ہمارے خلاف نفرت بالکل نہ پھیلائیں ۔ پاکستان کی اسمبلی نے ہمیں غیر مسلم قرار دے کر ہم پر ظلم کیا ہے ۔

س ۔ ۹ ستمبر کو قادیانیوں کے وکیل نے جو دلائل دیئے وہ کب تک جاری رہے؟

ج قادیانی وکیل پونے چار بجے تک اپنے موقف کو دہراتا رہا اور اس پر کمزور دلائل دیتا رہا ۔ اور بار بار ذکر کردہ دلائل کو پھر سے سناتا بعض مرتبہ جج کی طرف سے اسکو تنبیہ کی گئی کہ کام کی بات کرو عدالت کا وقت ضائع مت کرو ۔

س مسلمان وکلاء نے کیا موقف اختیار کیا ؟

ج ۔ مسلمان وکلاء کے نمائندے اسماعیل محمد نے پونے چار بجے اپنی بحث کے نکات کا خلاصہ جج کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ کل ۱۰ ستمبر میں انہی نکات پر تفصیل سے بحث کروں گا دوسرے روز عدالت دس بجے شروع ہوئی اور سابقہ نکات پر بحث کے ساتھ ساتھ آٹھ حلفیہ بیانات عدالت میں داخل کئے ان میں کہا گیا تھا ۔ کہ لاہوری اور قادیانی الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی فرقہ ہیں مزید یہ کہ کسی غیر مسلم عدالت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ کون مسلمان اور کون غیر مسلم ہے ۔ یہ فیصلہ صرف مسلم عدالت ہی طے کر سکتی ہے ۔ مکہ مکرمہ ۱۹۷۴ء میں ساری دنیا کی مسلمان تنظیموں کے نمائندوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا اور اسی فیصلہ کی بنیاد پر قادیانیوں کا وہاں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا تھا جس طرح کہ کافروں کا داخلہ وہاں منع ہے جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کو کوئی تحفظ نہیں مل سکتا عدالت عالیہ نے مسلمانوں کے موقف کو تسلیم کیا اور قرار دیا کہ قادیانیوں کو کسی طرح مسلمانوں میں شامل نہیں کیا جا سکتا ۔ ان کی درخواست کو عدالت عالیہ نے مسترد کرتے ہوئے مقدمہ کا خرچہ بھی ان پر ڈالا ۔ قادیانیوں کے وکیل نے اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کرنے کی اجازت مانگی ۔ مگر عدالت نے اس کی اجازت نہیں دی ۔ تاہم قادیانیوں نے اعلان کیا کہ وہ جنوبی افریقہ کی وفاقی سپریم کورٹ میں نئی درخواست دائر کریں گے مگر وہ ابھی تک اس پر عمل نہیں کر سکے ۔

س ۔ اس فیصلہ سے آپ مجموعی طور پر آپ کا کیا تاثر رہا ؟

ج ۔ میرا تاثر اس سلسلہ میں بہت اچھا ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ دوررس نتائج کا حامل ہوگا ۔ وہ وقت دور نہیں کہ قادیانیت صرف بر اعظم افریقہ میں ہی نہیں بلکہ یورپ میں بھی دم توڑ دے گی ۔ اور اپنی موت آپ مر جائے گی ۔ اس بات کا اندازہ آپ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے حق میں یہ فیصلہ ہوا ۔ صرف جنوبی افریقہ میں ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں میں خوشی کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی ۔

س وہاں کے مسلمانوں نے اس مقدمہ میں کتنی دلچسپی لی ۔؟

ج وہاں کے مسلمانوں کی دلچسپی کا یہ حال تھا ۔ کہ جب ہمارا وفد وہاں پہنچا تو تمام مسلمانان کیپ ٹاؤن نے انتہائی پرتپاک طریقے سے ہمارا خیر مقدم کیا اور ان مختلف لوگوں کی طرف سے آخر تک ضیافتوں کا ایک تانتا بندھا

رہا۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران کمرۂ عدالت مسلمانوں سے بھرا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اوپر گیلری میں مسلمان مستورات بھی اپنے معصوم بچوں کو گود میں لئے ہوئے فیصلہ سننے کے لئے آئی تھیں۔ مسلمانوں کے ہجوم کی وجہ سے عدالت عالیہ کو ایک کمرے سے بڑا تبدیل کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود ہجوم عدالت کے باہر تک پھیلا ہوا تھا۔ عوام الناس تو اپنی جگہ رہے۔ اراکین وفد کی خدمت کے لئے اس علاقے کے تمام علماء نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے جذبات انتہائی قابل دید و قابل قدر تھے۔ جب یہ فیصلہ ہوا اس وقت تمام مسلمانوں نے خوشی کے مارے ہاتھ سر پر اٹھالیا اور ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ یہ بات یاد رہے کہ عدالت میں واٹرفال کے مفتی مولانا ابراہیم سنبھالوی کا مرتب شدہ فتویٰ (جو قادیانیوں کے خلاف دیا گیا تھا۔ ہمارے وکیل نے پیش کیا۔ جس پر عدالت میں بحث ہوتی رہی۔ یہ فتویٰ قادیانیت کے خلاف مؤثر دستاویز ثابت ہوا اور اس نے قادیانیت کی کمر توڑ دی۔

س: کیا اس مقدمہ کی کارروائی کے چھاپنے میں وہاں کے اخبارات نے کوئی دلچسپی لی؟

ج: وہاں کے تمام اخبارات سپریم کورٹ کی کارروائی کو بڑھ چڑھ کر لکھتے رہے اور فیصلے کو نمایاں جگہ چھاپا۔

نوٹ:۔ ماہ ستمبر بیع جہاں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو قادیانیوں کے خلاف قومی اسمبلی نے فیصلہ دیا تھا۔ کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ اس سال ۷ ستمبر ۸۲ء ربوہ میں مسلمانوں کی مسلم کالونی میں پہلی تاریخی عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ نیز دس ستمبر ۸۲ء کو جبکہ قادیانیوں کے تمام مراکز خاص کر ربوہ شہر میں (اسپین میں ایک مسجد ضرار بنانے کی خوشی میں) "مٹھائی بانٹی جا رہی تھی" کھانے کی دیگیں تقسیم کی جا رہی تھیں۔ ایک دوسرے کو تحائف دیئے جا رہے تھے "شاندار اور یادگار" چراغاں کیا جا رہا تھا۔ ربوہ میں سیمینار منعقد کئے جا رہے تھے۔ ربوہ شہر کے بازاروں گلیوں، محلوں، سڑکوں کو دلہن جیسا سجایا گیا تھا۔ کھیلوں کے مقابلے ہو رہے تھے۔ ایک دوسرے کو اس خوشی میں شاندار ضیافتیں دی جا رہی تھیں۔ ٹھیک اسی تاریخ اور اسی دن (۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء) کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ میں سپریم کورٹ کے انگریز (جن کے یہ خودکاشتہ پودا ہیں) جج نے قادیانیوں کے دعویٰ کو خارج کر دیا کہ یہ مسلمان ہیں۔

س: اراکین وفد کی روانگی کیپ ٹاؤن سے کب ہوئی اور وطن کس طرح سے واپسی ہوئی؟

ج: سارا وفد دوسرے دن ۱۱ ستمبر کیپ ٹاؤن کے وقت کے مطابق ساڑھے دس بجے جوہانسبرگ روانہ ہوا۔ وہاں دارالعلوم واٹرفال میں قیام کیا گیا۔ ۱۲ ستمبر کو مختلف جگہوں کی سیاحت کی گئی۔ وہاں کا مرکز رابطہ عالمی دیکھا۔ آزادویل گاؤں میں جس میں صرف مسلمان بستے ہیں۔ انہوں نے ہمارا پرتپاک خیر مقدم کیا اور بڑی محبت سے پیش آئے۔ ۱۲ ستمبر کی شام وفد کے اراکین میں سے مولانا ظفر احمد انصاری، جناب ریاض الحسن گیلانی، جناب الحاج محمد غیاث، جسٹس محمد افضل چیمہ، انوارالحسن قادری نیروبی کے لئے روانہ ہو گئے۔ جبکہ مولانا مفتی زین العابدین نیوکاسل اور دیگر شہروں کے تبلیغی دورے کے لئے عازم سفر ہوئے۔ مولانا تقی عثمانی صاحب انہیں قریبی علاقوں ڈربن وغیرہ میں دوستوں سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔ انہی دنوں مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم اور مولانا اسعد مدنی مدظلہ واٹرفال آئے ہوئے تھے ان حضرات کے ان علاقوں میں تقاریر و مواعظ کے پروگرام تھے۔ مجھے مفتی صاحب نے احباب دارالعلوم کے سپرد کر دیا۔ اور کہا کہ یہ مولانا روز بروز افریقہ آ ممکن نہیں میں ان کو آپ حضرات کے پاس چھوڑ چلا ہوں۔ آپ حضرات قادیانیت کے خلاف تمام مواد حاصل کر لیں۔ چنانچہ میرا وہاں پانچ روز تک قیام رہا دارالعلوم کے علماء نے میری بہت خدمت کی۔ انہوں نے قادیانی کتب کے حوالہ جات اور دیگر فائلوں کے فوٹو اسٹیٹ لئے بعض پوری پوری کتب فوٹو اسٹیٹ کی گئیں۔ ایک دن عصر تا مغرب "قادیانی ایک سیاسی جماعت ہے" کے عنوان پر میری تقریر رکھی گئی جس پر مفصل بیان ہوا۔

س: آپ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے کب روانہ ہوئے۔؟

ج: ۱۶ ستمبر شام کو مفتی صاحب اور مولانا تقی عثمانی کی معیت میں نیروبی کے عازم سفر ہوئے مفتی صاحب کی امامت میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی ہفتہ کی رات ۱۰ بجے کینیا ائیر لائنز کے ذریعہ جدہ پہنچے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی برکات سے سعادت حج نصیب فرمائی

مسئلہ ختم نبوت

از مولانا محمد یوسف لدھیانوی

چند شبہات کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کراچی۔

نہایت مؤدبانہ اور عاجزانہ التماس ہے کہ خاکسار کی دیرینہ الجھن قرآن پاک کی روشنی میں حل کر کے ممنون فرمائیں۔ قبل ازیں ۳۵ حضرات سے رجوع کر چکا ہوں۔ تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ آپ رحمۃ للعالمین کے صدقے میں ایسا نہ کرنا۔

سوال (۱) آیت مبارک $\frac{۴۰}{۳۳}$ سورہ احزاب کی روشنی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کب سے یعنی کس وقت سے خاتم النبیین تسلیم کیا جائے۔ آیا

قبل پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے یا

حضورؐ کی پیدائش مبارک سے یا

آیت $\frac{۴۰}{۳۳}$ خاتم النبیین کے نزول کے وقت سے یا

حضورؐ کی وفات کے بعد سے

جس وقت یا مقام مبارک سے حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا قرآن کریم سے ثابت کریں گے اسی وقت مبارک یا مقام مبارک سے حضورؐ کا خاتم النبیین ہونا تسلیم ہوگا اور اسی وقت یا مقام سے وحی الٰہی کا انقطاع تا قیامت تسلیم ہوگا

سوال (۲) آیت مبارک $\frac{۶}{۱۱۲}$ اور $\frac{۶}{۱۲}$ سورہ الانعام میں شیطان مردود کیلئے دو دفعہ وحی کا لفظ یوحی اور لیوحون آیا ہے تمام امت کا خیر سے ایمان و اتفاق ہے کہ شیطانی وحی بغیر انقطاع تا قیامت جاری و ساری رہے گی۔ لیکن رحمانی وحی کا انقطاع تا قیامت رہے گا یعنی رحمانی بند اور شیطانی وحی تا قیامت جاری ہے کیا ایسی تفسیر سے قرآن کی عالمگیر تعلیم میں کوئی تضاد اور تعارض تو نہیں پیدا ہوگا۔ کیا انقطاع شیطانی وحی کا موجب رحمت ہدایت و راحت ہوگا۔ یا رحمانی وحی کا۔

سوال (۳) اب دنیا کے کل مذاہب میں وحی الٰہی مبارک کا انقطاع تا قیامت تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور مسلمانوں میں وحی الٰہی مبارک بند ہے اگر کوئی بدبخت یہ کہہ دے کہ وحی مبارک الٰہی جاری ہے تو فوراً کافر ہو جاتا ہے۔ موجودہ تفسیرات میں ہم کو ایسا ہی ملتا ہے اب جبکہ انقطاع وحی کا عقیدہ تا قیامت تسلیم ہے تو سچے دین کی شناخت کیا ہے۔

سوال (۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ولا تفرقوا یعنی فرقہ بندی کفر و ضلالت ہے اس کے باوجود فرقہ بندی کو کیوں قبول کیا ہوا ہے۔ یعنی کفر کیوں کمایا جا رہا ہے جبکہ کوئی تکلیف بھی نہیں ہے۔ خدا، رسول اور کتاب موجود ہیں یہ تینوں فرقہ بندی سے بیزار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مؤمن $\frac{۶۴}{۲}$ اور ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم۔ آج ہم علمائے دین

آج تک قرآن کریم ہر تغیر سے پاک ہے اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک اسکی تعلیم دائم و قائم رہے گی

کی بدولت ایک مسجد میں ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کو ترس رہے ہیں۔ اور اسلامی آئین کو بھی۔

سوال ۵ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ مؤمن کے پاس کفر بالکل نہیں ہوتا اس کے باوجود یعنی مسلمانوں یعنی خدا اور رسول کے حامیوں نے ایک دوسرے کلمہ گو کو پکا کافر قرار دے رکھا ہے جبکہ مؤمن کے پاس کفر نہیں ہوتا تو ان علمائے دین نے کفر کے فتوے لگا کر باہم کفر کیوں تقسیم کیا اور وہ کفر کہاں سے حاصل کیا ہے اسلام اور کفر تو متضاد ہیں اور کل فرقے برخلاف تعلیم

عالمگیر کتاب اپنی اپنی جگہ ڈٹے ہوئے ہیں پھر کہاں سے در آمد کیا گیا ہے اور کیوں کیا گیا ہے اس کا لائسنس کس فرقے کے پاس ہے۔ قرآن پاک سے نشان دہی کریں نہایت مہربانی ہوگی۔ اس گنہگار کے کل پانچ سوال ہیں از راہ شفقت صدقہ رحمت للعالمین کا صرف قرآن پاک سے حوالہ و دلیل دے کر جواب سے مستفیض فرمائیں، کیونکہ خدا کا کلام خطا سے پاک ہے۔ کسی بڑے سے بڑے عالم کا کلام خطا سے کبھی بھی پاک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ والسلام

(رانا عبدالستار خان، مکان ۴۸، بلاک A/۴ ٹاؤن شپ لاہور)

الجواب

حامداً ومصلیاً:-

جناب سائل نے اپنے تمہیدی خط میں لکھا ہے کہ قبل ازیں تیئیس حضرات سے رجوع کر چکے ہیں، مگر تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ سوالوں کے جواب سے پہلے اس ضمن میں ان کی خدمت میں دو گذارشیں کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) ایک یہ کہ سوالات و شبہات کا صحیح اور معقول جواب دینا تو علماء امت کی ذمہ داری ہے لیکن کسی کے دل میں بات ڈال دینا اور اسے اطمینان و تسلی دلا دینا ان کی قدرت سے خارج ہے اور وہ اس کے مکلف بھی نہیں کسی کے دل کو پلٹ دینا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اس ناکارہ نے اپنی بساط کے مطابق خلوص و ہمدردی سے جناب سائل کے شبہات اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے ان کا کوئی شبہ حل نہ ہوا ہو تو دوبارہ رجوع فرما سکتے ہیں، لیکن اس کے باوجود خدانخواستہ اطمینان و تسلی نہ ہو تو معذور ہیں۔

۲- دوسری گذارش یہ ہے کہ کسی جواب سے تسلی نہ ہونا اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ جواب میں کوئی ایسا نقص ہو کہ وہ موجب اطمینان و تسلی نہ ہو۔ دوم یہ کہ جواب تو تسلی بخش تھا۔ مگر سائل کا مقصد تسلی حاصل کرنا نہیں تھا۔ شرح اس کی یہ ہے کہ کبھی تو سوالات و شبہات اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ سائل ان شبہات کی وجہ سے بے چین ہے اور وہ خلوص دل سے چاہتا ہے کہ اس کے شبہات دور ہو جائیں تاکہ اسے اطمینان و تسلی کی کیفیت نصیب ہو جائے، مگر وہ خود اتنا علم نہیں رکھتا کہ ان شبہات کے حل کرنے پر قادر ہو اس لئے وہ کسی ایسے شخص سے رجوع کرتا ہے جو اس کے خیال میں ان شبہات کے دور کرنے میں اس کی مدد کر سکتا ہے۔ ایسے شخص کا سوال چونکہ احتیاج و خلوص پر مبنی ہوتا ہے اور وہ دل و جان سے اس کا خواہشمند ہوتا ہے کہ اس کے شبہات دور ہو جائیں۔ اس لئے صحیح جواب ملنے پر اس کی غلط فہمی رفع ہو جاتی ہے اور اسے ایسی تسلی ہو جاتی ہے گویا کسی نے زخم پر مرہم رکھ دیا۔ اس کے برعکس ہوتا ہے کہ سائل اپنے سوال میں جن شبہات کو پیش کرتا ہے وہ ان سے مضطرب اور بے چین نہیں ہوتا بلکہ وہ ان شبہات کو قطعی و یقینی سمجھ کر ان پر دل و جان سے راضی ہوتا ہے ایسا شخص سوال کی شکل جب اپنے شبہات کسی کے سامنے پیش کرتا ہے تو اس کا مقصد ان شبہات کو دور کرنا نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ اس کی ضرورت سمجھتا ہے۔ اسے اپنے شبہات سے پریشانی یا قلق و اضطراب نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے سوالات کو لاینحل اور حرف آخر سمجھتے ہوئے پیش کرتا ہے۔ جس سے مقصد اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ اس کے سوالات ایسے مضبوط ہیں، کہ اہل علم میں سے کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ بلکہ تمام علمائے امت اس کے جواب سے عاجز و قاصر ہیں گویا وہ رفع شبہات کے لئے سوال نہیں کرتا۔ بلکہ علماء امت کو چیلنج دینے کے لئے کرتا ہے۔ ایسے شخص کے سوالوں کا خواہ کیسا ہی معقول اور صحیح جواب دے دیا جائے مگر اس کو کبھی تسلی نہیں ہوتی۔ یہ حالت بہت ہی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھیں ———— بہرحال اگر جناب سائل کا مقصد واقعی اپنے شبہات کو دور کرنا ہو تو مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ العزیز ان کو ان جوابات سے شفا ہو جائے گی۔ اور آئندہ انہیں کسی اور کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اور اگر ان کا یہ منشا نہیں تو یہ توقع رکھنا بھی بے کار ہے، بہرحال اپنا فرض ادا کرنے کی غرض سے ان کے پانچ سوالوں کا جواب بالترتیب پیش خدمت ہے۔

جواب (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"بنو اسرائیل کی سیاست انبیاء کرام علیہم السلام فرماتے تھے۔ جب ایک نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لیتا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ (صحیح بخاری و مسلم ص۳۲)

اس مضمون کی دو سو سے زائد متواتر احادیث موجود ہیں اور یہ اسلام کا قطعی عقیدہ ہے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ازالۂ اوہام (خورد ص ۵۷۷) میں لکھتے ہیں:

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں

بتصریح بیان کیا گیا کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں صحیح اور سچ ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا"

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اسلام کا ایسا قطعی ویقینی عقیدہ ہے جو قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جو شخص اس کے خلاف یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی کو نبوت مل سکتی ہے ایسا شخص باجماع امت کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (م ۱۰۱۴ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔

التحدی فرع دعوی النبوة ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع (ص ۲۰۲)	معجزہ دکھانے کا دعویٰ، دعوئ نبوت کی فرع ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

رہا یہ کہ آیت خاتم النبیین کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس وقت سے خاتم النبیین تسلیم کیا جاوے اس کا جواب یہ ہے کہ علم الٰہی میں تو ازل سے مقدر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائیں گے اور یہ کہ آپ کی ذات گرامی پر انبیاء علیہم السلام کی فہرست مکمل ہو جائے گی۔ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے:۔

انی عند الله مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته (مشکوٰۃ ص ۵۱۳)	بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ جبکہ آدم علیہ السلام ہنوز آب وگل میں تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین کی حیثیت سے مبعوث ہونا اس وقت تجویز کیا جا چکا تھا۔ جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق نہیں ہوئی تھی۔ پھر جب تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی باری پر تشریف لا چکے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی فہرست میں صرف ایک آپؐ کا نام باقی رہ گیا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرمایا چنانچہ صحیحین کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطوفون ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هٰذه اللبنة. قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین وفی روایة فکنت انا سددت موضع اللبنة. ختم بی البنیان وختم بی الرسل، وفی روایة فانا موضع اللبنة، جئت فختمت الانبیاء علیهم السلام (صحیح بخاری ص ۵۰۱ ج ۱، صحیح مسلم جلد ۲، ص ۲۴۸، مشکوٰۃ ص ۵۱۱)	میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل تیار کیا۔ مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس لوگ اس محل کے گرد گھومنے لگے۔ اور اس کی خوب صورتی پر عش عش کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی۔ فرمایا پس میں وہ آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ پس میں نے اس ایک اینٹ کی جگہ پُر کر دی۔ مجھ پر عمارت مکمل ہو گئی اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ پس اس اینٹ کی جگہ میں ہوں میں نے آکر انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور وحی نبوت کو جاری سمجھتا ہے۔ وہ ضروریات دین کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے

اور امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا علم اس وقت ہوا جب کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں یہ اعلان فرمایا گیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں ———— اس تفصیل سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لانے کا فیصلہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل تسلیم کیا جائے گا کیونکہ یہ فیصلہ ازل ہی سے ہو چکا تھا کہ آپ کا اسم گرامی انبیاء کرامؑ کی فہرست میں سب سے آخر میں ہے اور آپ کی بعثت

سب سے آخر میں ہوگی ——— اور اس دنیا میں آپؐ کا خاتم النبیین ہونا آپؐ کی بعثت سے تسلیم کیا جائے گا۔ اور امت کو آپؐ کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے کا علم اس وقت ہوا جب قرآن کریم میں اور احادیث نبویہ میں اس کا اعلان و اظہار فرمایا گیا۔

۲۔ سوال (۲) میں وحی شیطانی سے متعلق جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں "وحی" سے مراد وہ شیطانی شبہات و وساوس جو دین حق سے برگشتہ کرنے کے لئے شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں القاء کرتا ہے۔ گویا شیطانی القاء کو "وحی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور القائے شیطانی کے مقابلہ میں القائے رحمانی ہے۔ جس کی کئی شکلیں ہیں۔ مثلاً الہام، کشف، تحدیث اور وحی نبوت ——— وحی نبوت کے علاوہ الہام اور کشف وغیرہ حضرات اولیاء اللہ کو بھی ہوتے ہیں اور ان کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔ لیکن "وحی نبوت" چونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور نبوت کا سلسلہ آنحضرتؐ پر ختم ہو چکا ہے اس لئے وحی نبوت کا دروازہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہو چکا ہے چنانچہ حدیث میں ہے۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (جامع صغیر ص۸۰ ج۱)

رسالت و نبوت بند ہو چکی پس نہ کوئی رسول ہوگا میرے بعد اور نہ نبی۔

مرزا غلام احمد قادیانی ازالۂ اوہام خورد (ص ۷۶۱) میں لکھتے ہیں۔

"رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے، مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

"رسول کی حیثیت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔" (ازالہ اوہام ص۶۱۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

"حسب تصریح قرآن کریم، رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین، جبرائیل کے ذریعے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔" (ازالہ اوہام ص۵۳۴)

چونکہ وحی نبوت صرف انبیاء کرام علیہم السلام کو ہو سکتی ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اس لئے ملت اسلامیہ کا اس پر اتفاق ——— اور اجماع ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور خارج از اسلام ہے چنانچہ قاضی عیاض القرطبی المالکی (م ۵۴۴ھ) اپنی مشہور کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں

وکذالک من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہ... او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتھا... وکذالک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ... فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل الی کافۃ للناس۔ واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ۔ وان مفھوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا۔ (ج ۲، ص۲۴۷)

اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوت کا قائل ہو... یا خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس کا قائل ہو کہ نبوت کا حاصل کرنا اور صفائے قلب کے ذریعہ نبوت کے مرتبہ تک پہنچنا ممکن ہے۔ اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسے وحی ہوتی ہے اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے ...پس یہ سب لوگ کافر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ اس کا ظاہری مفہوم ہی مراد ہے پس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن و سنت اور اجماع امت کی رو سے مذکورہ بالا گروہ قطعاً کافر اور مرتد ہیں۔

الغرض نصوص قطعیہ کی بنا پر "وحی نبوت" کا دروازہ تو بند ہے اور اس کا مدعی کافر اور زندیق ہے البتہ کشف و الہام اور مبشرات کا دروازہ کھلا ہے پس سائل کا یہ کہنا کہ "جب شیطانی وحی جاری ہے تو ضروری ہے کہ رحمانی وحی بھی جاری ہو" اگر رحمانی وحی سے اس کی مراد کشف و الہام اور مبشرات ہیں تو اہل اسلام اس کے قائل ہیں کہ ان کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے لہٰذا اس کو

مناظر

بند کہنا ہی غلط ہے البتہ ان چیزوں کو "وحی" کے لفظ سے تعبیر کرنا درست نہیں کیونکہ وحی کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے وحی نبوت مراد ہوسکتی ہے اور اگر مندرجہ بالا فقرے سے سائل کا مدعا یہ ہے کہ "وحی نبوت" جاری ہے تو اس کا یہ قیاس چند وجوہ سے باطل ہے

(۱) اول اس لئے کہ اسلامی عقائد کا ثبوت نصوص قطعیہ سے ہوا کرتا ہے قیاس آرائی سے اسلامی عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے۔ اور سائل محض اپنے قیاس سے "وحی نبوت" کے جاری ہونے کا عقیدہ ثابت کرنا چاہتا ہے

(۲) دوم یہ کہ اس لئے کہ اس کا یہ قیاس کتاب و سنت کے نصوص قطعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہے اور قیاس بمقابلہ نص کے باطل ہے محض اپنے قیاس کے ذریعہ نصوص قطعیہ کو توڑنا کسی مدعی اسلام کا کام نہیں ہوسکتا۔

شفائے قاضی عیاض میں ہے:۔

وکذالک وقع الاجماع علی	اور اسی طرح ہر اس شخص کے کافر
تکفیر کل من دافع نص	ہونے پر بھی اجماع ہے جو کتاب اللہ
الکتاب او خص حدیثا	کی کسی نص کو توڑے یا ایسی حدیث
مجمعا علی نقله، مقطوعا	میں تخصیص کرے جو قطعی اجماع کے
به، مجمعا علی حمله علی	ذریعہ منقول ہو اور اس کے ظاہر مفہوم
ظاهره۔ (ج ۲ صفحہ ۲۴۷)	کے مراد ہونے پر اجماع ہو۔

حکم خداوندی کے مقابلہ میں قیاس سب سے پہلے ابلیس نے کیا تھا جب حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کرے۔ تو اس نے یہ کہہ کر اس حکم کو رد کردیا کہ میں اس سے بہتر ہوں اور افضل کا مفضول کے آگے جھکنا خلاف حکمت ہے محض شبہات و وساوس اور بزعم خود غلط قیاس کے ذریعہ کتاب و سنت کے نصوص کو رد کرنا ابلیس لعین کا کام ہے اور یہی خیالات و وساوس وہ شیطانی وحی ہے جس کا حوالہ سوال میں دیا گیا ہے

ایک مؤمن کی شان یہ ہے کہ جب اس کے سامنے خدا اور رسول کا کوئی حکم آئے تو فوراً گردن اس کے آگے جھک جائے اور وہ عقل و قیاس کی ساری منطق بھول جائے۔ پس جب خدا اور رسول اعلان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نبوت و رسالت اور وحی نبوت کا دروازہ بند ہے اور اس عقیدے پر پوری امت کا اجماع ہے تو اس کے مقابلہ میں کوئی قیاس اور منطق قابل قبول نہیں

۳:۔ سوم: اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو یہ قیاس بذات خود بھی غلط ہے کہ "جب شیطانی وحی جاری ہے تو رحمانی وحی بھی جاری ہونی چاہیئے"۔ کیونکہ یہ بات تو قریباً ہر شخص جانتا ہے کہ شیطانی وحی ہر وقت جاری رہتی ہے اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا کہ شیطان لوگوں کو غلط شبہات و وساوس نہ ڈالتا ہو۔ پس اگر شیطانی وحی کے جاری ہونے سے "وحی نبوت" کا جاری رہنا بھی لازم آتا ہے تو ضروری ہے کہ جس طرح شیطانی وحی تسلسل کے ساتھ جاری ہے اسی طرح "وحی نبوت" بھی ہر لحظہ جاری رہا کرے اور ایک لمحہ بھی ایسا نہ گذرے جس میں "وحی نبوت کا" انقطاع ہوگیا ہو۔ اور چونکہ "وحی نبوت" صرف انبیاء کرام علیہم السلام کو ہوتی ہے تو "وحی نبوت" کے بلا بلاانقطاع جاری کے لئے یہ بھی لازم ہوگا کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی دنیا میں موجود رہا کرے۔ گویا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اب تک جتنا زمانہ گذرا ہے اس کے ایک ایک لمحہ میں کسی نبی کا وجود تسلیم کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ دنیا کا کوئی عاقل بھی اس کا قائل نہیں ہوگا۔ اور خود جناب سائل بھی اس کو تسلیم نہیں کریں گے۔ پس جب خود سائل بھی اپنے قیاس کے نتائج کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان کا یہ قیاس قطعاً غلط ہے

۴:۔ یہ قیاس ایک اور اعتبار سے بھی باطل ہے کہ کیونکہ سائل نے یہ فرض کر لیا ہے کہ وحی شیطانی کا توڑ کرنے کے لئے وحی نبوت کا جاری ہونا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان کے وساوس ہر فرد بشر کو آتے ہیں پس لازم ہوگا کہ ان کا توڑ کرنے کے لئے ہر فرد بشر کو "وحی نبوت" ہوا کرے خصوصاً کفار اور مشرکین اور فساق و فجار جن کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ شیطان ان کو وحی کرتا ہے۔ ان پر تو وحی نبوت ضرور نازل ہونی چاہیئے تاکہ وہ وحی شیطان کا مقابلہ کرسکیں۔ پس سائل کے قیاس سے لازم آئے گا۔ کہ ہر فرد بشر نبی ہوا کرے اور ہر شخص پر وحی نبوت نازل ہوا کرے خصوصاً کفار و فجار پر تو ضرور نازل ہوا کرے اور اگر یہ کہا جائے کہ شیطانی وحی کے توڑ کے لئے ہر شخص پر وحی نبوت کا نازل ہونا ضروری نہیں، کیونکہ تمام افراد انسانی، شیطانی وساوس کا توڑ کرنے کے لئے نبی کی وحی کی طرف رجوع کرسکتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ وحی نبوت کا جاری ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ تمام انسانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی طرف رجوع کرکے شیطانی وحی کا توڑ کرسکتی ہے اور شیطانی وسوسوں سے شفایاب ہوسکتی ہے۔ اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی من و عن تر و تازہ موجود ہے اس میں نہ کوئی تغیر آیا ہے۔ اور نہ اس میں کوئی کمی پیدا ہوئی ہے تو شیطانی وحی کے مقابلہ میں "وحی محمدی" کیوں

کافی نہیں؟ اور کسی نئی وحی کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟

اسی تقریر سے سائل کا یہ شبہ بھی غلط ثابت ہوتا ہے کہ "وحی رحمانی تو رحمت ہے، وہ کیوں بند ہو گئی؟" کیونکہ جب "وحی محمدی" کی شکل میں اس امت کو ایک کامل و مکمل رحمت اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرما دی ہے اور یہ کامل و مکمل رحمت امت کے پاس موجود ہے اور قیامت تک قائم و دائم رہے گی۔ یہ رحمت امت سے نہ کبھی منقطع ہوئی، نہ آئندہ منقطع ہوگی۔ تو سائل کو مزید کون سی رحمت درکار ہے جس کے بند ہونے کو وہ انقطاع رحمت سے تعبیر کرتا ہے یہ کس قدر کفران نعمت ہے کہ "وحی محمدی" کو رحمت نہ سمجھا جائے یا اس کامل و مکمل رحمت پر قناعت نہ کی جائے اور اس کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ ہر کس و ناکس اس کی ہوس کرے کہ "وحی نبوت" کی نعمت براہ راست اس کو ملنی چاہیئے۔ اگر خدانخواستہ "وحی محمدی" دنیا سے ناپید ہو گئی ہوتی۔ یا اس میں کوئی ردّ و بدل ہو گیا ہوتا۔ کہ وہ لائق استفادہ نہ رہتی، تب تو یہ کہنا صحیح ہوتا کہ اس امت کو "نئی وحی" کی ضرورت ہے، یا یہ کہ یہ امت "وحی نبوت" کی رحمت سے محروم ہے لیکن اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے اکمال دین اور اتمام نعمت کا اعلان فرما دیا ہے اور قیامت کے لئے وحی محمدیؐ کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا۔ اس امت کو "وحی نبوت" سے محروم کہنا صریح بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے۔ میں جناب سائل کی توجہ اس نکتہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ "وحی محمدیؐ" کے بعد "وحی نبوت" کا جاری رہنا عقلاً محال ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر "وحی نبوت" کو جاری فرض کیا جائے تو سوال ہوگا کہ یہ بعد کی وحی، وحی محمدی سے اکمل ہوگی یا اس کے مقابلہ ناقص ہے پہلی صورت میں، "وحی محمدیؐ" کا ناقص ہونا لازم آتا ہے۔ اور یہ اعلان خداوند بزرگ و برتر "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" کے خلاف ہے

اور اگر بعد کی وحی، وحی محمدیؐ کے مقابلہ میں ناقص ہو تو کامل کے ہوتے ہوئے ناقص کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟ کامل کی موجودگی میں ناقص کو بھیجنا خلاف حکمت اور کار عبث ہے جو حق تعالیٰ شانہٗ کے حق میں عقلاً محال ہے اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا کیا جائے۔ اور اس پہ وحی نبوت نازل کی جائے۔ الغرض امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کے پاس "وحی محمدی" کی شکل میں کامل اور مکمل اور کافی و شافی رحمت موجود ہے جو اس امت کے ساتھ ابد تک قائم و دائم ہے۔ جو شخص اس رحمت کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ کسی اور "وحی" کی تلاش میں سرگردان ہے

اس کا منشا اس کے سوا کچھ نہیں کہ دین اسلام کے کامل و مکمل اور "وحی محمدی" کے کافی و شافی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا۔ انصاف کیا جائے کہ کیا ایسے شخص کے لئے امت محمدیہؐ کی صفوں میں کوئی جگہ ہو سکتی ہے۔ اور کیا وہ رضیت باللہ ربًّا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا و نبیًّا۔ کا قائل ہے۔

۲۔ جناب سائل نے ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح دیگر مذاہب باطلہ کی طرف سے انقطاع وحی کا دعویٰ غلط ہے اسی طرح مسلمانوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نبوت اور وحی نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ گویا سائل کی نظر میں اسلامی عقیدہ بھی اسی طرح باطل ہے جس طرح ہنود و یہود اور نصاریٰ کا عقیدہ باطل ہے نعوذ باللہ!

اوپر سوال ۱ کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے جو شخص اس پر غور کرے گا۔ بشرطیکہ حق تعالیٰ نے اسے فہم و بصیرت کا کچھ بھی حصہ عطا فرمایا ہو۔ اسے صاف نظر آئے گا۔ کہ اسلام کا یہ دعویٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "وحی نبوت" کا دروازہ بند ہے بالکل صحیح اور بجا ہے۔ لیکن دیگر مذاہب ایسا دعویٰ کرنے کے مجاز نہیں اور اس کی متعدد وجوہ ہیں۔

ایک یہ کہ گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ "آخری نبی" ہیں اور یہ کہ ان کے بعد نبوت اور وحی نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ بلکہ انبیاء گذشتہ میں سے ہر نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دیتا رہا ہے چنانچہ انبیاء بنی اسرائیل کے سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے بعد ایک عظیم الشان رسول کے مبعوث ہونے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔

و اذ قال عیسی ابن مریم	اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل
یبنی اسرائیل انی رسول اللہ	میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔
الیکم مصدقا لما بین یدی	تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے تورات
من التوراۃ و مبشرا برسول	ہے اور خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول
یاتی من بعدی اسمہ	کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمدؐ
احمد (الصف: ۶)	ہے۔

یہ تو قرآن کریم کا صادق و مصدوق بیان ہے جبکہ موجودہ بائیبل میں بھی اس کے محرف و مبدل ہونے کے باوجود اس بشارت کی تصدیق موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔" (یوحنا ۱۴: ۱۶)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔" (یوحنا ۱۶: ۷-۸)

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے، مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔" (یوحنا ۱۶: ۱۲، ۱۴)

"میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی روح القدس، جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔" (یوحنا: ۱۴، ۲۵-۲۶)

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے۔ تو وہ میری گواہی دے گا۔" (یوحنا ۱۵: ۲۶)

بائبل کے ان فقرات میں جس "مددگار" اور "سچائی کی روح" کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے گویا عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک عظیم الشان رسول کے مبعوث کئے جانے کا اعلان کر رہے ہیں جو خاتم النبیین ہوگا۔ "اور ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔"

لیکن حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے گذشتہ انبیاء کی طرح اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی خوشخبری نہیں دی بلکہ صاف صاف اعلان فرمایا۔ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ ص۲۹۷)
اور میں آخری نبی ہوں۔ اور تم آخری امت ہو۔

اور خطبہ حجۃ الوداع کے عظیم الشان مجمع میں اعلان فرمایا۔

یا ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم (مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۶۳)
اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

نیز آپ نے امت کو اس سے بھی آگاہ فرمایا کہ آپ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی۔ مشکوٰۃ ص۴۶۵)
میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

پس دیگر مذاہب اگر انقطاع وحی کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کا دعویٰ اپنے پیشواؤں کی تعلیم کے خلاف ہے اور اہل اسلام اگر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نبوت اور وحی نبوت کا دروازہ بند ہے تو ان کا دعویٰ قرآن اور ارشادات نبویہ کی روشنی میں بالکل صحیح اور بجا ہے۔

دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جس قدر انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ان میں سے کسی نبی کی اصل کتاب اور ان کی صحیح تعلیم دنیا میں محفوظ نہیں رہی۔ بلکہ دستبرد زمانہ کی نذر ہوگئی۔

لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کا ایک ایک شوشہ اور آپ کی تعلیمات کا ایک ایک حرف محفوظ ہے۔ اس کتاب اور اس تعلیم پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا۔ کہ وہ دنیا سے مفقود ہوگئی ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
بے شک ہم نے ہی اس نصیحت نامے کو نازل کیا اور ہم خود اس کی حفاظت کریں گے۔

اور زمانہ قرآن کریم کے اس اعلان کی صداقت پر گواہ ہے کہ آج تک قرآن کریم تغیر سے پاک ہے اور اسلام کے کٹر سے کٹر دشمن بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں اور ان شاء اللہ رہتی دنیا تک اس کی تعلیم دائم و قائم رہے گی۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کی اصل آسمانی تعلیم باقی نہیں رہی تو ان مذاہب کے پرستاروں کا "انقطاع وحی" کا دعویٰ بھی حرف غلط ٹھہرتا ہے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اور آپ کی تعلیمات جوں کی توں محفوظ ہیں تو اہل اسلام کا یہ دعویٰ بالکل بجا اور درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسانیت کسی نئی نبوت اور

اور وحی نبوت کی محتاج نہیں

۳۔ سوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص قوم خاص وقت اور خاص علاقے اور خطے کے لیے مبعوث کئے جاتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کی حیثیت سے مبعوث فرمایا۔ تو قیامت تک ساری دنیا آپ کے زیرنگین آگئی زمان ومکان کی وسعتیں سمٹ گئیں، عرب وعجم اور اسود واحمر کی تفریق مٹ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت تمام ملکوں، تمام خطوں اور تمام قوموں اور تمام زمانوں پر قیامت تک کے لئے محیط ہوگیا۔ پس آپ کی بعثت عامہ کے بعد کسی علاقے اور کسی زمانے کے لئے نبی اور نئی "وحی نبوت" کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ گئی اور یہ آپ کا ایسا خصوصی شرف و امتیاز ہے جو آپ کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

> **اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں**
> **جو اپنے بانیٔ مذہب کی صحیح تعلیمات**
> **پیش کرنے کی جرأت کر سکے۔**

فرمایا۔

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدًا وطهورًا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

مجھے چھ باتوں میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے۔ (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا۔ (۵) مجھے ساری مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا (۶) اور میرے ذریعہ نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔

اور صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

وکان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا

اور مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے:۔

اعطیت خمسًا لم یعطهن نبی قبلی ولا اقوله فخرا۔ بعثت الی الناس کافة الاحمر والاسود الخ (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۲۵۵)

مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں اور میں یہ بات بطور فخر کے نہیں کہتا۔ مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے خواہ گورے ہوں یا کالے۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری انسانیت کی طرف مبعوث ہونا اس حکمت کی بناء پر تھا کہ ساری دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کے نیچے آجائے۔ اور آپ کے بعد کسی دوسری نبوت اور وحی نبوت کی احتیاج باقی نہ رہے گی قرآن کریم میں آپ کی زبان وحی ترجمان سے اعلان کرایا گیا ہے

قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا (الاعراف: ۱۵۸)

آپ کہہ دیجئے، میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

یقول الله تعالیٰ لنبیه ورسوله محمد صلی الله علیه وسلم (قل) یا محمد (یایها الناس) وهذا خطاب للاحمر والاسود والعربی والعجمی (انی رسول الله الیکم جمیعًا) ای جمیعکم وهذا من شرفه وعظمه انه خاتم النبیین وانه مبعوث الی الناس کافة (ج۲، ص۲۵۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ اے محمدؐ! آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! یہ خطاب گورے کالے اور عربی وعجمی سب کو ہے۔ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور یہ بات آنحضرتؐ کے شرف وعظمت میں سے ہے کہ آپؐ

خاتم النبیین ہیں اور آپ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

پس جب آپ سے قبل کسی نبی کی بعثت عام نہیں ہوتی تو کوئی قوم اس دعویٰ کی مجاز نہیں کہ ان کے نبی کے بعد وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت چونکہ زمان و مکان کی تمام وسعتوں پر محیط ہے اس لئے اہل اسلام کا یہ عقیدہ قطعاً حق ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ کے بعد نبوت و وحی کا دروازہ بند ہے

۴۔ چہارم یہ کہ ہر نبی کی وحی اور اس کی شریعت بلاشبہ اس کی قوم کی ضروریات کو مکتفی تھی۔ مگر دین کی تکمیل کا اعلان کسی نبی کے زمانے میں نہیں کیا گیا۔ لیکن جب نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی حیثیت سے تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ کی وحی و شریعت نے قیامت تک انسانیت کی کامل و مکمل رہنمائی اور رشد و ہدایت کا سامان کر دیا گیا تو حجۃ الوداع کے موقعہ پر دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ :)	آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو (ہمیشہ کے لئے) پسند کر لیا۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں

ھذہ اکبر نعم اللہ تعالیٰ علی ھذہ الامۃ حیث اکمل تعالیٰ لھم دینھم فلا یحتاجون الی دین غیرہ ولا الی نبی غیر نبیھم صلوات اللہ وسلامہ علیہ ولھذا جعلہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء وبعثہ الی الانس والجن۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۲)	یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کا دین کامل کر دیا پس وہ اس دین کے سوا کسی اور دین کے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کے محتاج نہیں۔ اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا۔ اور آپ کو جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

پس جب پہلے کسی نبی کے زمانے میں تکمیل دین کا اعلان نہیں ہوا تو دیگر مذاہب کے پیرو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے نبی کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین کی تکمیل ہو چکی اور حق تعالیٰ شانہٗ کی نعمت اس امت پر تمام ہو چکی تو اہل اسلام آپ کے بعد کسی نئی نبوت اور وحی نبوت کے دست نگر کیوں ہوں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہو جانا اس امت کے حق میں کمال نعمت ہے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بطور امتنان کے ذکر فرما رہے ہیں۔

جو لوگ اس کو انقطاع رحمت سے تعبیر کرتے ہیں یہ ان کی ناحق شناسی ہے۔ اس نعمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث کیا جاتا تو اس پر ایمان نہ لانے والے لوگ کافر ٹھہرتے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص ہوتی کہ ایک شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک بات کو مانتا ہے اس کے باوجود کافر قرار پاتا ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا بھی کفر سے بچانے کے لئے کافی نہ ہوا پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے اور ساری انسانیت کی راہنمائی اور رشد و ہدایت کی تنہا کفیل ہے تو لازم تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے تاکہ اس کے انکار سے امتیانِ محمدؐ کافر نہ ٹھہریں ——— اس لئے واضح ہو جاتا ہے کہ اس امت کے حق میں نبوت کا جاری ہونا رحمت نہیں۔ بلکہ نبوت کا بند ہونا رحمت ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد نبوت کا جاری ہونا آپ کی تنقیص اور امت کی تکفیر کو مستلزم ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں

"خدائے تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیجکر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے۔ اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔" (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

مذکورہ بالا چار وجوہ سے واضح ہوا ہوگا کہ سائل کا مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت اور انقطاع وحی کو ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط دعووں کی صف میں شمار کرنا ایک ایسا ظلم ہے جس کی توقع کسی صاحب بصیرت عاقل و منصف سے نہیں کی جانی چاہیئے۔ رہا جناب سائل کا یہ کہنا کہ جب مسلمانوں کے علاوہ باقی قومیں بھی انقطاع وحی کا دعویٰ کرتی ہیں تو "سچے دین کی شناخت کیسے ہوگی" یہ سوال درحقیقت اس دعوے پر مبنی ہے کہ سچے اور جھوٹے مذہب کی شناخت کا بس ایک ہی معیار ہے اور وہ یہ کہ جو مذہب "وحی نبوت" کے جاری ہونے کا دعویٰ کرے وہ سچا ہے اور جو اس کا انکار کرے

وہ جھوٹا ہے۔ کیا میں جناب سائل سے باادب دریافت کر سکتا ہوں کہ ان کا یہ خود تراشیدہ معیار قرآن کریم کی کس آیت میں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کس ارشاد میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو مذہب "وحی نبوت" کے جاری ہونے کا قائل ہو وہ سچا ہے اور جو قائل نہ ہو وہ جھوٹا ہے؟ کیا مذہب کی حقانیت خود تراشیدہ اور من گھڑت معیاروں سے جانچی جاتی ہے؟

اب اگر اس معیار کو ایک لمحہ کے لئے صحیح فرض کر لیا جائے تو اس کی رو سے بابی، بہائی اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کا مذہب سچا قرار پاتا ہے کیونکہ یہ سب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "وحی نبوت" کے جاری ہونے کے قائل تھے۔ کیا جناب سائل اپنے مقرر کردہ معیار کی رو سے مسیلمہ کذاب سے لیکر بہاء اللہ ایرانی تک کے تمام مذاہب کو سچا تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں گے؟ مجھے توقع ہے کہ جناب سائل خود بھی اس بوجھ کے اٹھانے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا پیش کردہ معیار خود ان کی نظر میں بھی غلط ہے کہ جو مذہب وحی نبوت کے جاری ہونے کا قائل ہو وہ سچا ہے اور جو قائل نہ ہو وہ جھوٹا ہے۔ کسی مذہب کی حقانیت کا معیار اس کی پیش کردہ تعلیمات ہیں اور یہ بات میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنے بانی مذہب کی صحیح تعلیم پیش کرنے کی جرأت کر سکے۔ کوئی مذہب ایسا نہیں جو اپنی مذہبی تعلیمات کو مخصوص قوم اور مخصوص خطہ کے دائرے سے نکال کر انسانیت کی عالمگیر برادری کی ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی کے فرائض انجام دے سکے۔ کوئی مذہب ایسا نہیں جس کے اصول و فروع عقل سلیم کے ترازو پر پورے اترتے ہوں۔ اور کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے خارجی پیوند کاری کے بغیر انسانی مشکلات کا حل پیش کیا ہو۔ اسلام اپنے امتیازی اوصاف و خصائص کی بنا پر فطری دین ہے۔ فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا۔ کیا یہ کھلے حقائق بھی جناب سائل کو سچے مذہب کی شناخت کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتے؟

۴۔ جناب سائل مسلمانوں کی فرقہ بندی سے پریشان ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ اس سے کیا نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں اور ہم سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ "اختلاف امت" کی بقدر ضرورت بحث میں اپنی کتاب "اختلاف امت اور صراط مستقیم" میں عرض کر چکا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فروعی مسائل میں اختلاف ——— یہ ایک ناگزیر فطری امر ہے اور اس کو کوئی معیوب قرار نہیں دے سکتا۔ دوسری قسم نظریاتی اختلاف کی ہے۔ یہ بلاشبہ مذموم ہے لیکن اس کی ذمہ داری اسلام پر یا اہل حق پر عائد نہیں ہوتی بلکہ وہی لوگ مورد الزام ہیں جو نت نئے نظریات تراش کر امت میں افتراق و انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں مثلاً امت میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیرو کھڑے ہوئے اور امت کو افتراق و انتشار کی بھٹی میں جھونک کر چلتے بنے۔ منکرین حدیث کھڑے ہوئے اور ایک نئے فتنے کا دروازہ کھول کر امت میں تفرقہ پیدا کر گئے۔ اہل بدعت کھڑے ہوئے اور انہوں نے طرح طرح کی بدعات پھیلا کر فرقہ بندی کو ہوا دی۔

ظاہر ہے کہ اس طرح جس قدر فرقہ بندیاں وجود میں آئیں۔ ان کے لئے نہ اسلام مورد الزام ہے اور نہ وہ حضرات جو سلف صالحین صحابہؓ و تابعین کے نقش قدم پر گامزن ہیں ——— فرقہ بندیوں کا اہل حق کو الزام دینا عقل و دانش کے خلاف بدترین ظلم ہے اور اس کی مثال ایسی ہوگی کہ کسی شریف کے گھر چور نقب زنی کرے۔ مقدمہ عدالت میں جائے۔ تو جج صاحب بجائے چور کو ملزم ٹھہرانے کے، دونوں فریقوں کو "مجرم" ٹھہرا کر جیل بھیجدے ظاہر ہے کہ اس کو انصاف، نہیں کہا جائے گا۔ ٹھیک اسی طرح جب مختلف قسم کے نقب زنوں نے اسلامی نظریات میں نقب لگا کر فرقہ بندیوں کو جنم دیا۔ تو عقل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان چوروں کی نشاندہی کی جائے اور ان کی خیانتوں کی نشاندہی کی جائے یہ نہیں کہ ان کی چوری و سینہ زوری کا الزام الٹا اہل حق کو بھی دیا جائے۔ اور اگر سائل کا خیال یہ ہے کہ امت کے ان فرقوں میں سے کوئی فرقہ بھی حق پر قائم نہیں تو یہ خیال غلط اور نصوص شرعیہ کے خلاف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللّٰہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللّٰہ وھم علی ذالک	میری امت میں ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گی۔ ان کو نقصان نہیں دے گا۔ وہ شخص جو ان کی مدد چھوڑ دے اور نہ وہ جو ان کی مخالفت کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے گا۔
(صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۸۳)	درانحالیکہ وہ اسی پر ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمۃ۔ قال فینزل عیسی ابن مریم علیہ السلام فیقول امیرھم تعال صل لنا، فیقول، لا، ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللّٰہ ھذہ الامۃ۔	میری امت کا ایک گروہ حق پر لڑتا رہے گا۔ اور وہ غالب رہیں گے قیامت تک پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر آپ سے کہے گا۔ کہ آئیے نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے نہیں بلکہ تمہی پڑھاؤ۔ بے شک تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں یہ اللہ تعالیٰ
(صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷، مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۴)	کی طرف سے اس امت کا اعزاز ہے

اس مضمون کی اور بھی متعدد احادیث ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ امت مرحومہ میں ایک عظیم الشان جماعت ہر دور اور ہر حال میں حق پر قائم رہے گی۔

۵۔ یہ درست ہے کہ مؤمن کافر نہیں ہوتا اور یہ بھی صحیح ہے کہ کافر مؤمن نہیں ہوتا کیونکہ ایمان اور کفر دو ضد ہیں جو ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں اس لئے سب سے اہم بات دیکھنے کی یہ ہے کہ ایمان کیا ہے اور کفر کسے کہتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ مؤمن کون ہوتا ہے اور کافر کہلانے کا مستحق کون ہے۔

ایمان نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی ان تمام باتوں کو ماننے کا جو تواتر سے ثابت ہوں اور ان کا ثبوت قطعی اور یقینی ہو اور کفر نام ہے ان دینی حقائق میں سے کسی ایک بات کو نہ ماننے کا۔ دین کی وہ باتیں جن کا ثبوت قطعی ویقینی ہے اور جن کا ماننا ضروری ہے انہیں "ضروریات دین" کو ماننے اور کا فروہ ہے جو ان "ضروریات دین" میں سے کسی ایک کا انکار کرے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قرآن حکیم نے بیان کیا اور جیسا کہ اوپر جواب ۳ میں معلوم ہوچکا ہے اس کا مفہوم ہمیشہ سے یہ سمجھا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور آپ کے بعد "وحی نبوت" بند ہے پس جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور وحی نبوت کو جاری سمجھتا ہے وہ "ضروریات دین" کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ اسی طرح اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام واجب الاحترام ہیں۔ ان میں سے کسی کی توہین وتنقیص کفر ہے۔ پس جو شخص یہ کہے کہ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ یا یہ کہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشینگوئیاں جھوٹی نکلیں" وہ مؤمن نہیں قطعی کافر ہے

کلمہ شریف پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تسلیم کرنے کا ایک ظاہری عنوان ہے۔ پس جو شخص کلمہ پڑھنے کے باوجود دین کی کسی قطعی بات کو جھٹلائے وہ کلمہ پڑھنے میں بھی جھوٹا ہے۔ چنانچہ منافقین بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اس کے باوجود قرآن حکیم نے ان کو جھوٹا کہا ہے ان المنافقین لکاذبون جیسے ہمارے زمانے میں قادیانی بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر چونکہ اسلام کے قطعی ویقینی عقائد کو جھٹلاتے ہیں۔ اس لئے انہیں خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اسی مفہوم اور اسی تشریح کے مطابق ماننا ضروری ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ وتابعین اور بزرگان دین سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اگر کوئی شخص دینی حقائق کو محض الفاظ کی حد تک تو مانتا ہو۔ لیکن ان کا مفہوم تسلیم نہ کرے۔ جو تواتر سے نقل ہوتا چلا آتا ہے تو وہ شخص بھی مسلمان نہیں۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ اسلام میں نماز فرض ہے مگر یہ نہیں مانتا کہ نماز سے یہی عبادت مراد ہے۔ جو مسلمان ادا کرتے ہیں تو یہ شخص نماز کا منکر سمجھا جائے گا۔ اسی طرح ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" ہیں۔ مگر خاتم النبیین سے مراد یہ نہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ وہی شخص نبی ہوا کرے گا جس پر خاتم النبیین کی مہر ہوگی تو یہ شخص بھی خاتم النبیین کے متواتر مفہوم کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔ خلاصہ یہ کہ کسی مؤمن کو کافر کہنا بہت غلط بات ہے۔ لیکن یہ دیکھنا بہت ضروری ہے کہ مؤمن کون ہوتا ہے؟ اگر کوئی شخص "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ پڑھتا ہے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے تو کیا ایسے شخص کو مسلمان کہا جائے گا۔ جناب سائل کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ ایک فرضی مثال نہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "محمد رسول اللہ" سے مراد ان کی ذات شریف ہے جیسا کہ "ایک غلطی کا ازالہ" وغیرہ میں مرزا صاحب نے اس کی تصریح کی ہے چونکہ مرزا صاحب نے یہ دعویٰ الہام سے کیا ہے اور ان کے نزدیک ان کے الہامات بھی قرآن کریم کی طرح قطعی اور واجب الایمان ہیں اس لئے مرزا صاحب کے تمام پیرو ان کے الہامی دعوے پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے "محمد رسول اللہ" ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو نعوذ باللہ محمد رسول اللہ مانتے ہوں ان کے کلمہ کی حقیقت معلوم؟ جناب سائل: انصاف فرمائیں کہ اگر کسی "غلام اسود" کو "محمد رسول اللہ" کہنا بھی کفر نہیں تو پھر کفر کسے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے

بقیہ لمحہ فکریہ

لوگ اسلام قبول کرنے کے منتظر ہیں

مسلمانان پاکستان روحانی طور پر اس قدر پژمردہ ہیں کہ اس نومسلم اکثریت کا علم بہت کم لوگوں کو ہے۔ ان نومسلم حضرات میں بہت سے پنجابی نومسلم مسلمانوں کی اسلام سے عدم توجہی، غفلت، لاپرواہی اور بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر فرداً فرداً اپنے سابقہ مذاہب میں جانے پر مجبور ہو گئے ——— مثال کے طور پر کلارک آباد ضلع لاہور کے عیسائی قصبہ کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ قصبہ ۰۰ مربعہ زمین کا مالک اور تقریباً تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے جو قیام پاکستان کے فوراً بعد بہ وقت حلقہ بگوش اسلام ہوا لیکن مسلمانوں کی بے اعتنائی اور مشنریوں کی ایذارسانی کی تاب نہ لاکر بتدریج دوبارہ عیسائی ہوتا چلا گیا تا آنکہ اب اس نومسلم قصبہ میں صرف چند افراد نومسلم ہیں۔ پاکستان میں یہ قصبہ غزنالہ کی بہترین مثال ہے۔

تقدیم تحریر

دین مرزا، کفر خالص

کفریاتِ مرزا

از:۔ مولانا حافظ نور محمد صاحب

اخبار الفضل ۴ر جنوری ۱۹۲۷ء میں مرزا صاحب کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ شائع ہوا ہے جس کے دو شعر اس طرح ہیں۔

اس (مرزا) کی نگاہ جانفزا اس کا نفس حیات زا
اس کا کلام بے بہا اس کی دعا فلک رسا۔

ختم نگیں اولیاء ظل مہین انبیاء
ساری ادائیں دلربا نور خدا خدا نما۔

اس شعر میں مرزا صاحب کے اوصاف میں ایک وصف بیان کیا گیا ہے کہ آپ ظل مہین انبیاء ہیں یعنے انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے جتنے لوگ فرعون، ہامان، نمرود، شداد، ابو جہل، ابو لہب وغیرہ گذرے ہیں، مرزا صاحب ان کے ظل وعکس ہیں۔ گویا امت مرزائیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہے ۔ غضب کے فتنے نما ہو اور عدو اولیاء تم ہو مہین انبیاء ہو اور معین اشقیا تم ہو اس پر ہم مسلمانوں کا صاد ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق سے ظاہر ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان اقدس میں

مرزائے قادیانی کی بدگوئی۔

حقائق ومشاہدات کی روشنی میں یہ حقیقت مسلم اور ناقابل انکار ہو چکی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک اولوالعزم ذی اقتدار محترم نبی و رسول اللہ گذرے ہیں اور قرآن مجید کی آیات واحادیث نبوی نے آپ کی بھی نبوت ورسالت تقدس وتقرب پر ناقابل رد شہادت دی ہے جس سے ہر مسلمان نہ صرف واقف بلکہ آپ کی محبت وعزت میں سرشار ہے لیکن مرزا صاحب کی ناوک زبان سے جہاں باری عز اسمہ کا وجود، افضل الانبیاء صلعم، انبیاء علیہم السلام قرآن کریم

وغیرہ زخمی ہوئے وہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا وجود مقدس بھی محفوظ نہ رہا کہ آپ کے دامن تقدس پر ایسی ناپاک گالیاں اور بدترین گندگیاں اپنے منہ سے اچھالیں ہیں کہ جس کے اظہار سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور حلیم سے حلیم شخص بھی دامن صبر وتحمل کے چاک کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اگرچہ مرزائیت کے نمک خواروں وکاسہ لیسوں نے اپنے آقا (مرزا) کی ان فحش کاریوں اور گندگیوں پر پردہ ڈالنے کی عجیب وغریب ناکام کوششیں کی۔ مگر اس پر بھی عذر گناہ بدتر از گناہ کا ہی مصداق رہا۔ منجملہ ازاں ایک عذر لنگ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے ان تمام الزامات واتہامات اس شخص کے متعلق ہیں جس کو عیسائی خدا کہتے ہیں اور یسوع کے نام سے پکارتے ہیں لیکن قادیانیت کے ان غلاموں وعقلمندوں سے کوئی پوچھے کہ کیا اس اختلاف حیثیت وتبدیل اسم سے کسی شخص کی ذات بدل جاتی ہے۔ عیسٰی علیہ السلام وہی ایک شخص ہیں جن کو مسلمان اولوالعزم پیغمبر اور عیسائی (انجیل فاسد) خدا اور یسوع کہتے ہیں بہرحال اگر مرزا صاحب نے عیسائیت کی آڑ میں فحش کارروائیوں کا ارتکاب کیا ہے تو اس سے مرزا صاحب کی پیشانی سے یہ سیاہ داغ دور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بہر صورت یہ مرزائی گالیاں عیسٰی بن مریم علیہ السلام ہی کے لئے ہوں گی خواہ وہ کسی دروازے سے آویں ۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش ۔ من انداز قدت را مے شناسم

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے توضیح مرام صفحہ ۳، ۱۴ تحفہ قیصریہ از صفحہ ۲۱ تا ۲۵ ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۷ کا حاشیہ اور کشتی نوح کے آخری صفحہ میں یسوع مسیح سے حضرت عیسٰی علیہ السلام ہی مراد لیا ہے لیکن میں مرزائیت کی دل دوزی اور غدارت بادرہ کی بلا بادی کے لئے اس جگہ مرزا صاحب کی صرف وہ عبارتیں نقل کرتا ہوں جس میں مرزا صاحب نے صاف صاف حضرت عیسٰی ؑ مسیح علیہ السلام وعیسٰی بن مریم نام لے کر صد ہا گناونی گالیاں نکالا اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے ناظرین ملاحظہ فرما کر اخلاق مرزا کی داد دیں۔ (جاری ہے)

بسلسلہ
حیات عیسیٰؑ امت کا اجماعی عقیدہ ہے

قسط نمبر ۹

رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں پانچویں صدی کے اکابرین امّت کا عقیدہ

از :- مولانا محمد یوسف لدھیانوی

امام ثعلبیؒ کا عقیدہ

ابو اسحٰق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبیؒ (م ۴۲۷ھ) اپنی معروف کتاب "قصص الانبیاء" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصائص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ومنها رفعه الى السماء اذ قال الله يعيسى ابن مريم ... رافعك الى مطهرك من الذين كفروا - الآية و ... قوله تعالى : بل رفعه الله اليه - وكان الله عزيزا حكيما ." (ص ۲۵۱)

اور منجملہ ان کے آپ کا آسمان پر اٹھایا جانا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یاد کرو۔ جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ بے شک میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں اور فرمایا بلکہ ان کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ بہت ہی زبردست حکمت والے ہیں۔

اور صفحہ ۲۵۳ پر فرماتے ہیں۔

ذکر نزول عیسیٰ علیه السلام من السما فی المرأة الثانية فی اٰخر الزمان قال الله تعالى وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها.

آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کا بیان اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) نشانی قیامت کی ہیں تم اس میں ہرگز شک نہ کرو۔

اس کے بعد احادیث و آثار سے ذکر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ اور پھر وفات کے بعد روضۂ اطہر میں حضرت عمرؓ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

امام عبد القاہر بغدادی کا عقیدہ

امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر التمیمی البغدادیؒ (م ۴۲۹ھ) اپنی کتاب "اصول الدین" میں لکھتے ہیں۔

كل من اقر بنبوة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم اقر بانه خاتم الانبياء والرسل واقر بتابيد شريعته ومنع من نسخها وقال ان عيسى عليه السلام اذا نزل من السماء ينزل بنصرة شريعة الاسلام ويحيي ما احياه القرآن ويميت ما اماته القرآن خلاف فرقة من الخوارج تعرف باليزيدية المنتسبة الى يزيد بن انسة فانهم زعموا ان الله عزوجل يبعث فى اٰخر الزمان نبيا من العجم وينزل عليه كتابا من السماء ويكون دينه دين الصابئة المذكورة

ہر وہ شخص جو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتا ہو۔ وہ یہ بھی اقرار کرے گا کہ آپ خاتم الانبیاء والرسل ہیں اور یہ بھی اقرار کرے گا کہ آپ کی شریعت ہمیشہ رہے گی اور اس کے نسخ کو محال سمجھے گا۔ اور اس بات کا قائل ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے۔ تو شریعت اسلام کی ہوگی۔ اسلام کی نصرت کریں گے قرآن مجید نے جن چیزوں کو زندہ کیا ہے ان کو زندہ کریں گے اور قرآن مجید نے جن چیزوں کو مٹایا ہے وہ ان کو مٹا دیں گے۔ لیکن خوارج کا ایک فرقہ جو "یزیدیہ" کے نام سے معروف اور یزید بن انیسہ کی طرف منسوب ہے وہ کہتا ہے کہ آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ عجم سے ایک نبی کھڑا کرے گا۔ اور اس پر آسمان سے کتاب نازل کرے گا اور اس کا دین ان صابیوں کا دین ہوگا۔

(جاری)

تبصرہ

فیصلہ جیمس آباد پر

حضرت بنوریؒ کی ایک یادگار تحریر۔

قیامِ پاکستان کے بعد جناب شیخ محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی نے ان کے کفر کا فیصلہ[۵] کردیا اور اب یہ تیسرا فیصلہ ہے جو جیمس آباد کے سول جج جناب محمد رفیق گورایہ پی سی ایس نے جنہیں فیملی کورٹ جج کے اختیارات بھی حاصل ہیں، ایک احمدی مرد کے ساتھ مسلمان لڑکی کے نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہوئے صادر فرمایا ہے[۶]۔ یہ فیصلہ بے حد لائقِ تحسین اور قابلِ مبارکباد ہے۔

یہاں ہم محترم جج صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں، وہاں موجودہ مارشل لاء[۷] حکومت کے دور میں عدلیہ کی آزادی بھی قابلِ صد تبریک ہے۔ جس کی وجہ سے ایک سول جج اس جرأت ایمانی کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔ وہ شرعی و اسلامی قانون کے مطابق مدلل و مفصل فیصلہ کرسکے چونکہ قادیانی مسلمان نہیں اس لئے کسی مسلمان عورت اور قادیانی مرد کے درمیان عقدِ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

فیصلے کا پورا متن ملک کے بہت سے اخبارات و جرائد میں شائع ہوچکا ہے۔

یہاں ہم اس فیصلے کے چند اہم نکات کا مطالعہ کرانا چاہتے ہیں۔

نکتۂ اول۔ مسلمان کسے کہتے ہیں

سب سے پہلا نکتہ یہ ہے کہ اسلام کی تعریف کیا ہے؟ اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل کیا ہے؟ اور وہ کون سی چیز ہے جو ایک مسلمان کو غیر مسلم سے ممیز کرتی ہے۔

اس نکتہ پر بحث کرتے ہوئے فاضل جج امیر علی کی کتاب "محمڈن لاء" کے حوالے سے لکھتے ہیں

"کوئی شخص جو اسلام لانے کا اعلان کرتا یا دوسرے لفظوں میں خدا کی وحدانیت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیغمبر ہونے کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان اور مسلم لاء کے تابع ہیں۔"

ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں:

"ہر وہ شخص جو خدا کی وحدانیت اور رسولِ عربی کی پیغمبری پر ایمان رکھتا ہے۔ دائرہ اسلام میں آجاتا ہے۔"

نیز سر عبدالرحیم کتاب "محمڈن جورسپروڈنس" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

"اسلامی عقیدہ خدائے واحد کی حاکمیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی کی حیثیت سے مشن کی صداقت پر مشتمل ہے۔"

یہ دونوں تعریفیں، جو اپنے مفہوم میں متحد ہیں، اپنی جگہ صحیح اور درست ہیں مگر تشریح طلب ہیں۔ اسلام دراصل انسان کے اس عہد کا نام ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے اس پورے دین کو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بھیجا گیا۔ دل و جان سے تسلیم کرتا ہے۔ اس عہد میں چند اصولی چیزیں آپ سے آپ آجاتی ہیں۔

جاری ہے۔

۵ بمقدمہ امۃ الکریم دختر کرم الٰہی ۔ بنام لیفٹیننٹ نذیر الدین پسر ماسٹر محمد دین۔ یہ فیصلہ ۳ جون ۱۹۵۵ء میں ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت، تعلق رود ملتان سے شائع ہوچکا ہے۔
۶ بمقدمہ امۃ الہادی بنت سردار خان بنام نذیر احمد برق قادیانی۔ یہ فیصلہ ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو پڑھ کر سنایا گیا۔
۷ جنرل یحییٰ خان کی مارشل لاء حکومت کے دور میں یہ فیصلہ سنایا گیا۔

عیسائیت

مسلمانان پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ

عبدالرحیم منہاج

زیرِ نظر ملک اور بنگلہ دیش میں مسیحی مبلغ عظیم منصوبہ بندی اور منظم پروگرام کے تحت کروڑوں روپیہ خرچ کرکے اپنا مقصد حاصل کررہے ہیں۔ قومی ڈائجسٹ لاہور کے ایک شمارہ میں صرف امریکہ سے آنے والے امدادات کے متعلق تحریر ہے کہ مشہور امریکی ادارے فورڈ فاؤنڈیشن نے ڈھائی کروڑ ڈالر (تقریباً ۲۵ کروڑ روپیہ) انڈونیشیا، ترکی، مصر اور پاکستان میں تبلیغ عیسائیت کے لئے دئے ہیں۔

کینیڈا کا ایک رسالہ پاسپیکٹر رقمطراز ہے۔

پاکستان میں ہمارے تبلیغی کام کو سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ صرف ایک سال میں ۱۵ ہزار مسلمانوں کو باقاعدہ بپتسمہ دیکر عیسائی بنایا گیا ہے۔

اسلامی مشن سنت نگر لاہور کی رودادمیں عیسائی اداروں کی رپورٹوں سے اخذ کردہ اعداد وشمار میں بتایا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان میں عیسائیوں کی تعداد صرف ۰۰ ہزار تھی جو ۱۹۷۲ء تک بڑھ کر ساڑھے ۲۸ لاکھ ہو گئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۱۷۶ غیر ملکی اور دو ہزار ملکی پادری تبلیغ عیسائیت کے نام پر ارتداد کے کام میں مصروف عمل ہیں۔ یقیناً مسیحی رپورٹوں میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے تاکہ مسلمان مزید مرعوب اور عیسائی مسرور ہوں لیکن یہ اعداد وشمار یکسر حقیقت سے بعید نہیں ہیں۔ انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ملک میں عیسائی مشنریوں کے قائم کردہ ۳۵ تبلیغی ادارے تنظیم کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ۵۳ سے ۵۰ ہسپتال قائم ہیں جو اصل میں تبلیغ تثلیث کا مرکز ہیں۔ اس کے علاوہ ۵۰۰ کے قریب سکول اور کالج ان مشنریوں کے زیر انتظام چل رہے ہیں جن میں غالب اکثریت مسلمان طلبہ کی ہے جو بھاری فیس ادا کرتے ہیں۔ ان اداروں کے اخراجات ڈھائی کروڑ روپیہ سالانہ میں چار کروڑ روپیہ سے زیادہ رقم تبلیغی مقاصد میں صرف کی جاتی ہے۔ غیر ملکی امداد سے آنے والے دودھ، گھی، ادویات اور لباس وغیرہ اس تبلیغی سلسلہ میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

مشنریوں کا بیشتر سرمایہ غیر ملکی امداد پر مشتمل ہے اسکے علاوہ اکثر سکول و کالج نہ صرف خود کفیل ہیں بلکہ آمدنی میں اضافہ بھی کررہے ہیں یہی صورت حال ہسپتالوں کی ہے ہسپتال مستقل منافع کا ذریعہ ہیں۔

علاوہ ازیں چرچ، مشن، اسکول، کالج اور ہسپتالوں کے قبضہ میں کروڑوں روپیہ کی زمین اور دیگر غیر منقولہ جائیداد ہے یہ زمین حکومت رعایتی نرخ پر معمولی اقساط میں برائے نام قیمت پر دیتی رہی ہے قیام پاکستان سے پہلے عیسائی حکمران تھے۔ اس وقت ہر ممکن سہولت فراہم کی جاتی تھی۔ بعد میں حکومت پاکستان بھی اسی روش پر قائم رہی اور خیراتی اداروں کے لئے بڑے نام قیمت پر زمین دیتی رہی۔ یہ خیراتی ادارے دراصل اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں لیکن ارباب حکومت نے توجہ ہی نہیں فرمائی۔ آج یہ جائیداد اور زمین اربوں روپے کی مالیت کی ہے جو دشمنان اسلام کی ملکیت ہے۔ اس کے علاوہ غیر ملکی مشنریوں کے ایماء پر بڑے بڑے شہروں کے قریب وجوار میں سرکاری زمین پر دیسی عیسائی بڑی تیزی کے ساتھ ناجائز قبضہ کررہے ہیں اور وہاں پر نام نہاد عیسائی بستیوں کے نام کے بورڈ آویزاں کررہے ہیں۔ پاکستان میں دیہات کے علاوہ شہروں میں بھی عیسائیوں کے اپنے محلے آباد ہیں جہاں یہ لوگ بڑی خوشحال زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ قریب کی مسلمان آبادیوں کے اوقات عبادت میں بڑی دلیری سے مداخلت کرتے اور انہیں نماز وعبادت سے باز رکھنے کی ناپاک جسارت کے مرتکب بھی ہوتے ہیں۔ اکثر عیسائی آبادیوں میں معمولی سے گرجا گھر کی چھت پر طاقتور لاؤڈ سپیکر نصب ہیں اور روزانہ عشاء اور صبح کی نماز کے وقت محض مسلمان نمازیوں کو تنگ کرنے کیلئے ساز کے ساتھ مذہبی گیتوں کے ریکارڈ پوری بلند آواز کے ساتھ نشر کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ گرجا گھر میں اتوار کے سوا عبادت نہیں ہوتی۔

پاکستان میں عیسائیت نے اب تک کیا رول ادا کیا اور آئندہ اس کے کیا عزائم ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل ڈاکٹر نادر صدیقی نے اپنی دس سالہ تحقیق کا نچوڑ اپنی ضخیم کتاب پاکستان میں مسیحیت میں پیش کیا ہے جو مسلم اکادمی لاہور نے شائع کیا ہے

اس اہم ترین مسئلہ سے علماء کرام کا اغماض اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ اگر کوئی فرد اس طرف توجہ دلائے تو ان کی طرف سے تعاون تو درکنار دلچسپی کا اظہار تک نہیں ہوتا۔ اپنی ذات، اپنا علم، اپنی شخصیت اور اپنے جماعتی معمولی کارکن تک انہیں عزیز ہیں کہ باہر کی ہر چیز ناقابل اعتناء ہے

ہماری اس انفرادی اور اجتماعی غفلت ولاپرواہی سے اسلام قطعاً متاثر نہیں ہوگا بلکہ مسلمان مسلمان ہوتے ہوئے بھی اسلامی برکات سے مستفیض نہ ہو پائیں گے۔ تاہم دینِ اسلام کی بقا کا وعدہ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب آخری قرآن شریف میں انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کہہ کر کیا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اسلام کا خدا اپنے وعدہ کے ایفاء کو یہ دین یوں پورا کر رہا ہے کہ اسلام سے روگرداں مسلمانوں کی جگہ غیر اقوام کے افراد کو اسلام کی نعمت سے مالا مال کرکے لاپرواہ مسلمانوں کے مناصب پر فائز کرتے۔ خدا تعالیٰ کے اسی غیبی فیصلہ کے نتیجہ میں قیام پاکستان کے بعد مسلمانوں کی لاپرواہی اور اغیار کی یلغار کے باوجود دو لاکھ سے زیادہ تین لاکھ کے قریب مختلف مذاہب کے غیر مسلم افراد نے بغیر کسی کوشش، جدوجہد اور ترغیب وتبلیغ کے از خود اسلام قبول کرلیا ہے اور شمار

باقی صفحہ ۲۰ پر